

رجسٹر وائل نمبر ۱۸۵۵

بیادگار علم حضرت زبدۃ العارفین جامع الشریعت والعلوم شیخ المشائخ
مولانا محمد اکرم صاحب بگومی نور اللہ مرقدہ جاری کیا گیا۔
بہ سہ سہتی و نگرانی حضرت زبدۃ العارفین امام السالکین مخدوم العالم مولانا
الحاج الحافظ ضیاء الملتی والدین محمد ضیاء الدین دام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مسند سیال ستر

علمی اخلاقی و صوفیانہ مضامین کا

نامہ سوار
شمارہ اول

جو

ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو سرگودھا پنجاب شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ عبد المعز واحد

چند سالانہ معاونین و روسائے (صبر) پانچ روپیہ سالانہ
طبیبانہ مدرسہ (دو روپے) چند ہمیشہ بذریعہ منی آرڈر
آنا چاہیے۔ بذریعہ وی بی ۲ زیادہ خرچ نہ رہتا ہے

اگرچہ سرگودھا ہلاک نمبر ۱۶ کی بازی باہتمام شیخ عبد المعز واحد
پرنٹر چھپکرو فرسٹ سائیکل اسلام سرگودھا شائع ہوا

چیدہ اور مجرب ادویات جوابت کوڑیوں کے مول

حضرات ہم کوئی استبدادی حکیم یا دوا ساز نہیں چند مجرب نسخے جو مختلف امراض میں مفید ثابت ہوئے محض بعض آگاہی خاص عام شائع کئے جاتے ہیں۔ تا مخلوق خدا کو فائدہ حاصل ہو قیمتیں بہت کم رکھی گئی ہیں اور نمونہ ایک خاص مقدار میں شہرہ آفرین نامی کی عرض سے لاگت پر ہی دی جاتی ہے پرچہ ترکیب استعمال ہر دوائی کے ہمراہ ارسال ہوگا فائدہ نہ ہونے کی صورت میں قیمت واپس کر دی جائیگی +

تریاق معدہ معدہ کے جملہ امراض مثلاً قبض۔ بد ہضمی۔ عجز۔ ضعف معدہ راق۔ باؤ گولہ۔ درد شکم۔ کھٹی ڈکار تھنہ کھٹا دغور کرتا ہے۔ باضم علاوہ طین اور مقوی معدہ ہے ہر گھر میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ بڑے بڑے لائق حکماء اس کو اپنے مطلب خاص ادویہ کو استعمال کرتے ہیں۔ رسیکڑوں روپیہ ماہوار کاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی گلاں (عمر) خود۔ ایک شیشی مفت بھیجا جاتا ہے۔ تریاق جربان جربان جیسی موزی مرض کو بڑے اکیڑ دیتا ہے بیسیوں مرضی فائدہ حاصل کر چکے ہیں وہی کو خاص انجمن طب کا صدی نسخہ قیمت فی شیشی ۱۰ روپے (عمر) تریاق نمبر ۵۵ دروگرہ کو آرام دیتا ہے۔ اور اس کے استعمال سے ہر کبھی دوبارہ درد نہیں ہوتا قیمت

تریاق نمبر ۹۶ وجع المفاصل جوڑوں کے درد کے لئے اکسیر ہے۔ اعضا کو تقویت پہونچاتا ہے بواسیر کو نافع ہے مقوی باہ بھی ہے قیمت ..

تریاق آفس بھیرہ (پنجا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمس الاسلام

جلد نمبر ۳ بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق سید الہی خیر

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	تاریخ المتقین		۲
۲	دستور العمل	از مولوی محمد حیات صاحب سکس جہاں	۱۳
۳	عرضداشت		۲۱
۴	عیس سیال شریف	از ایڈیٹر	۲۲
۵	بھیرہ میں عرس مبارک		۲۹
۶	رسول پر قربان	پرجہ و دیال مصر عاشق لکھنوی	۳۰
۷	درویش شریف	از مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب	۳۴
		کچھواردی	

تاریخ المتقین

مغیرہ قطن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبد اللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا۔ اور کہا۔ کہ
ہمت مجھ سے کیلئے آپ سے بڑا کوئی آدمی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں میں نے تم کو
خونریزی کی تفریق جماعت میں جھلیا نہ ان کی مخالفت کی۔ اس نے کہا۔ اگر آپ خلافت
کے لئے راضی ہوتے۔ تو دو آدمی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ
میں ایسی خلافت پسند نہیں کرتا۔ کہ میں خلیفہ بنایا جاؤں۔ ایک آدمی کہے نہیں۔ دوسرا
کہے ہاں خلافت کے لئے جو جنگ و جدال ہوتی تھی۔ اسکو دیکھ کر فرماتے تھے
کہ جب دین خدا کے لئے تھا۔ اور کسی قسم کا شر و فساد نہ تھا۔ تو ہم لڑتے تھے
آج اغبیار کے لئے دین ہے اور ہر قسم کا شر و فساد ہے۔ تو ہم لوگ لڑتے ہو
لوگ ان کو طح طح سے خلافت کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ مگر وہ راضی
نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ لوگوں نے کہا۔ کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے
ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ باہم ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو
شخص کہتا ہے حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لئے آؤ) ہم قبول کر لیتے ہیں جو
شخص کہتا ہے حی علی الفلاح (بہتری کی طرف آؤ) ہم راضی ہو جاتے ہیں لیکن
جو کہتا ہے حی علی قتل الخبیث المسلم و اخذ مالہ (اپنے مسلمان بھائی
کے قتل و غارت کی طرف آؤ) ہم انکار کر دیتے ہیں۔
بنو امیہ کی آمد ہی ان کو بھی ناگوار تھی۔ لیکن عقبی کے خوف سے رک جاتے
جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ امیر معاویہ نے کہا۔ کہ ہم سے زیادہ خلافت کا کون مستحق
ہو سکتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میرے دل میں آیا۔ کہ
کہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے تم کو اور عمارؓ کے باپ کو اسلام کے لئے مارا پیٹا فتح کر
میں۔ لیکن تمہارا دے کے خوف سے رک گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے زمانہ میں

جو امیر ہوتا تھا۔ وہ بے تکلف اُس کی اطاعت پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ زین بن اسلم کا بیان ہے کہ زمانہ فتنہ میں جو امیر آتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اُس کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور اس کو زکوٰۃ کا مال ادا کر دیتے تھے۔ اُن کو قول تھا۔ کہ میں خود نہ لڑوں گا۔ لیکن جو شخص غالب ہو جائیگا۔ اُس کے پیچھے نماز پڑھ لوں گا۔ حجاج اگرچہ سخت ظالم تھا۔ لیکن وہ اُس کے پیچھے برابر نماز پڑھتے تھے۔ مگر جب وہ تاخیر وقت کرنے لگا۔ تو اس کے ساتھ شریک نماز ہونا چھوڑ دیا اور شہر سے نکل گئے۔

عبدالملک بن مروان کی بیعت جب لوگوں نے کی۔ تو انہوں نے ایک خط لکھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا کہ ~~کچھ~~ نے تمہاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے میں بھی اس چیز میں داخل ہوا ہوں جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں یزید بن معاویہ کے بیعت کی خبر جب انکو پہنچی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اگر یہ خیر ہے تو ہم راضی ہیں اور اگر بلا ہے۔ تو ہم صابر ہیں؟

استغنا و قناعت

باوجود اس فقر فاقہ کے حضرت عبداللہ بن عمر ہمیشہ مستغنی اور قانع رہے۔ وہ اگرچہ کسی کا ہدیہ

واپس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ عبدالعزیز بن مروان نے ~~کچھ~~ فتنہ میں ان کے پاس کچھ مال بھیجا۔ انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ عمران بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میری پھوپھی رملہ نے اُن کے پاس دو سو دینار بھیجے۔ انہوں نے اُس کو لے لیا۔ اور اُن کو وعادی۔ لیکن اُس کے ساتھ انہوں نے کسی سے سوال نہیں کیا۔ ایک دفعہ عبدالعزیز بن ہارون نے اُن کو لکھا۔ کہ آپ کی جو حاجت ہو وہ مجھ سے طلب فرمائیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ اپنے اہل و عیال سے (دینے لینے میں) ابتدا کرو اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور میرا خیال ہے کہ دینے والا ہاتھ اوپر کا ہے نیچے کا میں آپ سے نہ سوال کروں گا۔ نہ اُس مال کو رد کروں گا۔

جس کو خدا نے میری طرف بھیجا ہے۔

ایک دفعہ امیر معاویہ عمرو بن عاص کو خفیہ طور پر اس کام کیلئے مقرر کیا کہ وہ خلافت کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر کا خیال دریافت کریں۔ اس نے اپنا پر عمرو بن عاص نے اُن سے کہا۔ کہ آپ کیوں نہیں آمادہ ہوتے۔ کہ ہم آپ کی بیعت کریں آپ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ امیر المومنین کے لڑکے ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ بجز چند لوگوں کے تمام لوگ آپ کی بیعت پر تیار نہیں انہوں نے کہا۔ کہ اگر تین کاو بھی نہ راضی ہونگے۔ تو بچھ خلافت کی ضرورت نہیں۔ جب عمر بن العاص کو یقین ہو گیا۔ کہ وہ خلافت کے لئے جنگ و جدال کرنا نہیں چاہتے۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ اس پر رضی ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ جس کے لئے تقریباً سب لوگ آمادہ ہو گئے ہیں۔ اُن کے صلہ میں آپ کو اس قدر مال و ادا اور مال لکھ دیا جائے گا۔ کہ اس کے بعد آپ اور آپ کی اولاد کسی کی محتاج نہ رہیں گی۔ انہوں نے غصہ سے کہا میرے پاس سے نکلے پھر کبھی نہ آنا۔ میرا دین تمہارے دنیار و دینم کے لئے نہیں ہے۔ پوری تمام تر خواہش یہ ہے۔ کہ میں جب دنیا کو چھوڑوں۔ تو میرا ہاتھ صاف و پالک ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم یا دنیار طبقات ابن سعد میں تعین نہیں ہے۔ بیٹھے اور چاہا۔ کہ وہ اس لالچ سے مزید کی بیعت کریں حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ کہ کیا میرا دین اس قدر مستقیم ہے۔

صدقہ و زکوٰۃ کے مال سے سخت اجتناب کرتے تھے۔ ایک بار انہوں نے اپنی مال پر ایک غلام صدقہ کیا۔ اتفاق سے وہ غلام بازار میں ہو کر گذرا وہاں ایک شیردار بکری فروخت ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر چونکہ دودھ سے انقطاع کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے غلام سے کہا کہ بچے مال سے اسکو خریدو۔ چنانچہ جب انقطاع کے وقت اس کے دودھ اُن کے سامنے رکھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ دودھ بکری کا ہے بکری غلام

کے مال کی ہے۔ اور غلام صدقہ کا ہے۔ اس کو ہٹاؤ مجھے ضرورت نہیں

فیاضی اور ایشیافنسی اس فقر و فاقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر صرف قانع اور مستغنی المزاج ہی نہیں تھے۔ بلکہ وہ بڑے

فیاض اور جواد بھی تھے۔ فیاض کہتے ہیں۔ کہ اُن کے پاس ۲۰ ہزار درہم یا دینار کیونکہ جلبات بن سعد میں تفریح نہیں ہے۔ آئے۔ انہوں نے لوگوں کو دنیا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اُسکو دیکر اُٹھے۔ بلکہ اُس کے ساتھ اور مال کا بھی اضافہ کیا۔ اخیر میں ایک بھائی آیا۔ لیکن تمام مال صرف بوجھ کا تھا۔ اس لئے جن لوگوں کو دے چکے تھے۔ اُن میں بعض سے قرض لیکر اُس کو بھی دیا۔ وہ عام طور حالت تنہا میں روزے رکھتے تھے۔ لیکن جب کوئی مہمان آتا۔ تو روزہ توڑ دالتے کیونکہ سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے وہ کھانا پینا پسند کرتے تھے

لیکن اُن کی فیاضی بے محل نہیں ہوتی تھی۔ وہ اس کا مصرف خوب پہچانتے تھے۔ چنانچہ اُن کے یہاں جب کوئی کھانا پکتا۔ اور اُن کے پاس کسی صاحبِ مہدرت کا گذر ہوتا۔ تو وہ اُس کو مدعو نہ کرتے۔ البتہ اُن کے بیٹے اُسکو بلا لیتے تھے۔ لیکن جب کوئی مسکین آ نکلتا۔ تو وہ اُس کو مدعو کرتے۔ اور اُن کے بیٹے اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو اس کھانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کو تو یہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو خواہش نہیں رکھتا۔ اُسکو پوچھتے ہیں ان کو عام عادت یہ تھی۔ کہ وہ بغیر کسی مسکین کے کھانا نہیں کھاتے۔ بلکہ خود اپنا کھانا مسکینوں کو کھلا دیتے۔ اسوجہ سے وہ بہت لاغر و ضعیف ہو گئے تھے۔ چنانچہ لوگوں اُن کی بی بی کو ملامت کی۔ کہ تم اُن کی خدمت اچھی طرح نہیں کرتی۔ انہوں نے کہا۔ میں کیا کروں۔ جب اُن کے لئے کوئی کھانا پکتا ہے۔ تو وہ مسکین کو کھلا دیتے ہیں۔ ان کی اس عام عادت کی بنا پر جب وہ مسجد سے نکلتے۔ تو فقرا اُن کے راستے میں آ بیٹھتے۔ چنانچہ

وقفہ حسب معمول اُن کی بی بی نے اُن فقرا کے پاس کھانا بھیجا۔ اور کہا کہ اُن کے راستہ میں اب نہ بیٹھا کرو۔ اور وہ بلائیں تو نہ آؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ میں آئے۔ تو اُن فقرا کے لئے کھانا بھیجنے کی فرمائش کی۔ لیکن وہ اُن کی بی بی کے منع کرنے سے نہیں آئے۔ اسس بنا پر فرمایا۔ کہ کیا تم لوگوں کا یہ ارادہ ہے۔ کہ میں آج رات کھانا نہ کھاؤں۔ چنانچہ اس رات کو نہ کھایا۔ اُن کے ہاتھ سے جو مال نکل جاتا۔ اُس کو پھر واپس نہیں لیتے عطاء کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے اُن کو دوسرا درہم قرض دیئے۔ انہوں نے جب اس قرض کو چکایا۔ تو میں نے اُن کے درہم کا وزن کیا۔ اور وزن میں دوسو درہم زیادہ نکلے میں نے مسکراتے ہوئے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اب وہ تمہارے ہیں۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ لوگ پسندیدہ چیز کے ساتھ سخاوت دنیا میں نہیں کرتے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حال بالکل اس کے برعکس تھا وہ اُسی چیز کو دیتے۔ جو اُن کو سب سے زیادہ محبوب ہوتی۔ نافع سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے حج کے لئے ایک وقفہ اونٹنی خریدی۔ جب چلے تو اُس کی چال خوش آئی۔ اونٹنی کو فوراً بٹھا کر اتر پڑے۔ اور مجھ سے کہا کہ اُس کی لگام اور کچا وہ اتار کر جل اڑھاؤ۔ شعار کرو۔ اور قربانی کی اونٹنیوں میں داخل کرلو۔ اُن کی ایک لونڈی تھی جب وہ اُن کو زیادہ پسند آئی۔ تو اُس کو آزاد کر کے اپنے آزاد کردہ غلام سے اُس کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ اُن کے تمام لونڈی غلاموں کو اُن کی اس عادت کا علم تھا۔ اس بنا پر وہ ایسی حالت میں اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ کہ اُن کو خواہ مخواہ پسند آجائیں۔ یہاں تک کہ اُن کے بعض غلاموں نے نہایت مستعدی کے ساتھ مسجد میں بلا التزام رہنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب اُس کے جوش مذہب کی یہ حالت دیکھی۔ تو اُس کو

آزاد کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ غلام نہیں ہے۔ آپ کے غلام آپ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ جو شخص ہم کو خدا کیلئے دھوکا دیتا چاہتے ہیں۔ ہم اس دھوکے میں آجائے ہیں۔

اُن کی یہ عادت اپنے ہی غلاموں کے ساتھ مخصوص تھی۔ بلکہ اور لوگوں کے غلام بھی اُس سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ نافع کا بیان ہے کہ وہ اپنے رفقاء کے زمرہ میں ایک دفعہ مدینہ کے بعض اطراف میں نکلے۔ اور کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا۔ اتفاق سے ایک بکری کے چرواہے کا گنڈر بٹوا۔ اُس نے سلام کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُس کے سر پر غلام کرنا چاہا۔ اُس نے عذر کیا کہ میں روزے سے ہوں۔ مسلمانوں نے فرمایا ایسے گرم دن میں روزہ رکھتے ہو۔ اس بکریاں بھی جراتے ہو۔ اُس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُس کے سونے کا تختی لینا چاہا۔ چنانچہ اُس سے پوچھا۔ کہ اگر یہ بکریاں فروخت کر تو تمہیں قیمت ادا کر دیں۔ اور تمہارے اقطار کے لئے گوشت بھی دیں۔ اُس نے کہا۔ یہ بکریاں میری نہیں ہیں۔ میرے آقا کی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو تمہارا آقا کیا کرے گا؟ وہ چروایا اسلیمان کی طرف انگلیاں اٹھا کر ابن اللہ ابن اللہ (خدا اہاں ہے) خدا کہاں ہے) کہتا ہوا چلا۔ مطلب یہ تھا۔ کہ خدا تو اس بد دیانتی کو جان لے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اس کا یہ قول پسند آیا۔ اور اُس کو بار بار دہراتے رہے۔ چونکہ اُس کی دیانت اور مذہبی پابندی سے بے حد خوش ہوئے تھے۔ اس لئے جب یہ مدینے میں آئے۔ تو اس کے آقا سے بکریوں سمیت اسکو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ اور بکریاں خود اسکو بخش دیں۔

ایک دفعہ وہ بیمار ہوئے۔ اس لئے اُن کے لئے انگور کے پانچ چھ دانے ایک درہم کو خریدے گئے۔ اتفاق سے ایک سال کا گنڈر بٹوا

انہوں نے حکم دیا۔ کہ یہ انگور اُس کو دیدو۔ لوگوں نے کہا۔ ہم اُسکو کچھ اور دے دیں گے۔ لیکن وہ مصر ہوئے۔ تو وہ انگور اُسکو دیگر دوبارہ اُس سے خریدنا پڑا۔

ایک دفعہ راستے میں ایک کھجور پائی۔ منہ تک لیجاسنے بھی نہ پائے تھے کہ سائل کا گزر ہوا۔ اور وہ اُسکو دیدی

ایک دفعہ اُن کو مچھلی کی خواہش ہوئی۔ جب مچھلی بھونکر اُن کے سامنے رکھی گئی۔ تو ایک سائل کا گزر ہوا۔ اور وہ اُسکو اٹھا کر دیدی۔

تواضع و انکسار حضرت عبداللہ بن عمر مجتہد فاضل و انصار اور اخلاق حسنہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں بازار میں صرف

اُسے نکلتا ہوں کہ میں سلام کروں۔ اُسے مجھ پر سلام کیا جائے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ کسی کے سلام کے منتظر رہتے تھے۔ بلکہ

اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میرے سلام کا جو جواب دیا جائیگا۔ وہی مجھ پر سلام ہوگا۔ وہ ہمیشہ پہلے سلام کرتے تھے۔ اور اس میں امیر و غریب کسی

کی تفریق نہ تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص کو انہوں نے سلام کیا۔ لوگوں نے کہا۔ یہ تو بیہودہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو میرا سلام لوٹا اور ایک دفعہ ایک

حبشی کے پاس ہو کر گزرے۔ اور اُسکو سلام کیا۔ لیکن اُس نے جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے کہا یہ حبشی طمطانی ہے۔ آپ نے فرمایا طمطانی کس کو

کہتے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ کہ ابھی تازہ تازہ کشتی سے نکالا گیا ہے۔ یعنی نووارد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تو گھر سے اسی لئے نکلے ہیں۔ کہ ہم

خود سلام کریں۔ اور ہم پر سلام کیا جائے۔ ایک دفعہ راستے میں گھر سے اور سلام کرنا بھول گئے۔ یاد آیا۔ تو لوٹے۔ اور عذر کیا۔ کہ میں سلام کرنا بھول

گیا تھا۔ اب سلام کرتا ہوں۔ انہیں اگرچہ باوجود اس زہد و تقویٰ کے رہبانیت کا شائبہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ نافع کا بیان ہے۔ کہ میں نے اُن کو پانچ سو تک کی

چار دروازے جو بے پیکھ تھے۔ لیکن انکے اندر غریب مسکین کے لئے
 دیوار میں قیست اور تسکات کی کمرے نہیں پختے تھے۔ قرعہ عقلی کہتے ہیں
 کہ حالت احوال میں انکو ایک نفع سوزی علوم پختی سے انہوں نے مجھ سے
 کہا۔ کہ میرے اوپر چار دروازے ہیں۔ میں نے ان کو چار دروازے کہا۔ بیدار ہوئے
 تو جس کے نقش ہنگام اور بولوں کو جو دوشی تھے۔ دیکھنے لگے۔ اور فرمایا
 کہ اگر یہ بولتے نہ ہوتے۔ تو ان میں سے کوئی بھر جاتا تھا
 ایک دفعہ کسی شخص نے کہہ دیا کہ جو نہایت بیش قیمت ہوتے
 ہیں۔ ان کے دیے۔ ان کو یہ کہہ کر دیکھ کر دیا۔ کہ اس شخص نے پہنچنے میں کوئی
 ہرج مہج نہ تھا۔ لیکن ہم کہہ رہے تھے کہ خوف سے اس کو بچا ہوا ہے
 وہ تو اصرار و انگاری کی وجہ سے کمال لفظ اپنی شان سے بالاتر سمجھا جاتا
 نہیں کہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے ان سے پوچھا۔ آپ کوئی ہیں
 آپ نے فرمایا۔ جو تم کو۔ میں وہی ہوں۔ اس نے کہا۔ آپ سب سے ہیں۔
 آپ وسط ہیں۔ انہوں نے کہا۔ سبحان اللہ سب تو ہی اسرائیل میں تھے
 اور وہ سب تمام امت محمدیہ سے۔ البتہ ہم قبیلہ مدثر کی وسط ہیں۔ وہ ہمیشہ
 اسکو نکر وہ سمجھتے تھے۔ کہ میں کو کوئی دوسرا شخص وضو کرانے کے بعد
 کہتے ہیں۔ کہ میں ان کے ساتھ سفر میں جاتا تھا۔ جہاں تک ممکن ہوتا۔ وہ
 انہا کلمہ خود کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خود اونٹ کا پاؤں دباتے تو میں اس پر
 سوار ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے عام طور پر لوگ فتویٰ پوچھا کرتے تھے
 وکیل دار اور چاہ پرست عالموں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی مسئلہ صیح ط
 پر نہیں معلوم ہوتا۔ تو اپنے بھروسہ قائم رکھنے کے لئے طرح طرح
 کی تاویل کرتے ہیں۔ اور صاف طبع پر عدم علم کا اعتراف نہیں کرتے
 لیکن حضرت عبداللہ بن عمر سے جب کوئی فتویٰ پوچھا جاتا۔ اور آپ کو

اس کا صحیح جواب نہ معلوم ہوتا تو طور پر کہہ دیتے تھے اور اس پر غور کرتے
 تھے۔ اور یہ اُن کی صداقت اور انکساری کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ایک
 دفعہ اُن سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں۔
 جب وہ واپس چلا۔ تو غریب کرنے لگا۔ کہ آج میرے ایک بات لڑ بھائی گئی
 جو اُسکو معلوم نہ تھی۔ اُس نے صاف کہہ دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ یہی وجہ ہے
 کہ انہوں نے قضاوت کی خدمت کبھی قبول نہیں کی۔ حضرت عثمانؓ نے اُن سے
 یہ خدمت لینا چاہی۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ میں نہ تو امامت کروں گا۔ نہ میں
 دو آدمیوں کا مقدمہ فیصلہ کروں گا۔ مجھے خبر ہی ہے کہ تین قسم کے آدمی
 ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو جمالت کے ساتھ قضاوت کرتا ہے۔ تو اس کا
 ٹھکانا جہنم میں ہے۔ دوسرا وہ جو عالم اور مایل الی الدنیا ہے۔ اُس
 کا گھر بھی دوزخ ہے۔ تیسرا وہ ہے جو قہار کرتا ہے۔ اور بیخ راے قائم
 کرتا ہے۔ تو اس کو نہ عذاب ہو گا نہ ثواب۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ آپ
 کے باپ تو قضاوت کرتے تھے انہوں نے کہا۔ جب کوئی پیچیدہ بات آ پڑتی
 تو وہ رسول اللہ سے پوچھ لیتے۔ اور اگر رسول اللہ کو وہ بات نہ معلوم ہوتی
 تو وہ جبریل سے دریافت کر لیتے۔ لیکن اگر ایسا ہو۔ تو میں کس سے پوچھوں؟
حق گوئی حضرت عبداللہ بن عمر متضاد اخلاق کے جامع تھے۔ ایک
 طرف تو ان میں یہ تواضع و انکسار تھا۔ کہ جتنی تک کے سلام
 سے دریغ نہ کرتے تھے۔ لیکن دوسری طرف یہ حق گوئی تھی۔ کہ حجاج امیر
 عبدالملک جیسے بادشاہوں سے بھی نہیں دپتے تھے۔ یاد ہو گا۔ کہ
 وہ عبدالملک بن مروان کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے۔ کیونکہ اسلام
 نے ظالم ظالم بادشاہ تک کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ لیکن یہ رضامندی
 اسی حد تک تھی۔ جہاں تک شرعی احکام اجازت دیتے تھے۔ ورنہ امور
 خلاف شریعت میں وہ ان بادشاہوں کا خدا بھی خوف پیش کرتے تھے

جہاں رسالت پناہ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں دستہ تھا
 کہ خط کی ابتدا نیچے سے کی جاتی تھی۔ اُس کے بعد
 مکتوب الیہ کا نام لکھا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ بطاہریہ بے ادبی تھی۔
 اس لئے سلاطین فارس کے یہاں ابتدا بادشاہ کے نام سے ہوتی
 تھی۔ اور لکھنے والے کا نام نیچے لکھا جاتا تھا جیسا کہ اس زمانہ
 میں دستور ہے۔ خلافت راشدہ کے گزرنے کے بعد خلفائے
 جو امیہ نے بھی یہی سلاطین فارس کا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ لیکن حضرت
 عبداللہ بن عمر چونکہ بعد متبع سنت تھے۔ اس لئے وہ اس طریقہ
 کے پابند نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے عبدالملک
 بن مروان کو جبکہ وہ خلیفہ ہو چکا تھا۔ ایک خط لکھا۔ اور اُس کی ابتدا
 اپنے نام سے کی۔ لوگوں نے شکایت کی۔ کہ وہ ایسا نام آپ کے نام
 سے پہلے لکھتے ہیں۔ عبدالملک نے کہا۔ کہ عبداللہ بن عمر کی ذات
 سے تو یہ بھی غنیمت ہے۔

یاد ہو گا۔ کہ جب امیر معاویہ نے یہ اعلان کیا کہ میں سے زیادہ
 خلافت کا کون مستحق ہے۔ تو انہوں نے صاف جواب دیا کہ وہ
 لوگ جنہوں نے کفر کی حالت میں تم سے اور تمہارے باپ سے لڑائی
 کی۔ لیکن امیر معاویہ کے درہنیں۔ بلکہ فتنہ و فساد اور عقیقے کے خوف
 سے ترک کئے۔

حجاج ظلم و ستم میں علم طغی پر مشہور ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن
 عمر نے شرعی احکام و عقائد کے متعلق کبھی اس کے سامنے طاہت
 نہیں اختیار کی۔ ایک مرتبہ اس نے منبر پر خطبہ دیا۔ کہ عبداللہ بن
 زبیر قرآن مجید کو محرف کہہ ڈالا حضرت عبداللہ بن عمر نے نہایت
 آزادی کے ساتھ کہا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔

مجموعہ بکتے ہو۔ نہ تم کو یہ طاقت ہے۔ اور نہ ابن زبیر کو یہ طاقت ہو سکتی ہے۔ حجاج نے کہا۔ قاتلوش! تم بڑھاپے سے پیر حرف ہونگے ہو۔ تمہاری عقل جلی گئی ہے۔ قریب ہے کہ اس بڑے کو پکڑ کر اس کی گردن بار دی جلد دے۔ اور اسے کواہل بقیع کے ٹوٹے ٹکڑے پھیریں۔

اسی طرح ایک مرتبہ حجاج مضطرب دے رہا تھا۔ خطبہ دیتے دیتے تمام ہو گئی۔ نماز کا وقت آیا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اسے شخص نماز کا وقت آگیا۔ اب بیٹھ جا۔ لیکن الفاظ کا عین بار اٹھا دیا۔ لیکن وہ باز نہیں آیا۔ پھر بھی بار اٹھائیں۔ جسے قوم کی طرف خطاب کر کے کہا۔ کہ اگر میں اٹھ جاؤں۔ تو کیا تم لوگ اٹھنے کے لئے قیاد ہو۔ لوگوں نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم تیار ہیں۔ یہ کہہ کر اٹھے۔ اور حجاج سے کہا۔ کہ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہیں نماز کی ضرورت نہیں ہے۔ حجاج مبرے اُتر آیا۔ اور نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر کو بلا کر پوچھا۔ کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ہم نماز کے لئے آئے ہیں اس لئے جب نماز کا وقت آجائے۔ تو ٹھیک وقت پر نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد جو چاہے بکا کر دو۔ ابن سعد کے بحیث الفاظ یہ ہیں فدا بقیع بعد ذالک ما شئت من بقیعہ اور یہی صاف کوئی ان کی موت کا باعث ہوئی۔ کیونکہ اس دشمنی کی وجہ سے حجاج کے حکم سے ایک شخص نے ایام حج کی بغیر بھارت میں زیر قود نیزہ ان کے پاؤں میں چھبوا دیا۔ اور اس کے زخم سے آپ نے وفات پائی۔ یہ بھی یاد رہتا ہے۔ کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے حج میں حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر کی امداد کا حکم دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر وقت نماز کے آگے آگے آئے تھے۔ اور اس کو

ناگوار ہوتا تھا۔ اس بنیاد پر اس نے یہ حرکت کی۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کی ذات اسلام کی تمام خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ جن کے حالات پر یہ کہ اسلام کی خوبیوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

ازندوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دستور العمل

جمیعت ضیاء الاسلام سیال شریف ضلع چناب

اول مقاصد

- (۱) مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم کرنا۔
- (۲) مسلمانوں کے معاملات عمومی اور امور مذہبی پر شرعی نقطہ نگاہ سے توجہ کرنا
- (۳) مسلمانوں کو نیک مشورہ اور صلاح خیر بوقت ضرورت اور ان کی معاونت کرنا۔ انفعالی مقدمات میں بیچاریت اور شرعی طریقہ کے فوائد سمجھانا۔ اور ان کی مدد کرنا۔
- (۴) مسلمانوں کی کسی جماعت میں کوئی امر منکر شائع دیکھ کر حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ ان کو تنبیہ کرنا۔ اور اس کے ازالہ کے لئے سعی بلیغ بجالانا۔
- (۵) غیر مسلم گروہ یا افراد کے ہر حملہ سے مذہب اسلام کو بچانا۔ اور مداخلت کرنا۔ اور ان کی دل آزار اور توہین آمیز تحریر و تقریر کا حتی الامکان جواب دینا۔ اور مدافعت یا عہدہ احتجاج بلند کرنا۔

(۶) وہ امور خیر جن میں مسلمانوں کے لئے عام مصلحت ہو۔ علمائے کرام کے شرعی مشورہ اور اراکین کی مالی و انتظامی امداد سے ان کی انجام دہی میں پوری کوشش کرنا۔

(۷) علاقہ جمعیت کے کثیر العدد مسلمانوں کے انتشار کو دور کر کے تعظیم کرنا اور انفرادی طور پر مذہبی کام کرنے والوں میں ایک ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا۔

(۸) علاقہ کار کے ہر شہر و قصبہ و دیہات میں جمعیت مذاکرات کی شاخیں قائم کرنا و دیگر اسلامی انجمنوں کو اس جمعیت کے ساتھ (اگر مناسب ہو) مربوط بنانا۔

(۹) مذہبی ابتدائی تعلیم عام کر کے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو مذہب سے باخبر و متاثر بنانا۔

(۱۰) پیشہ وروں و دیہاتوں میں ایسے اشخاص کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا۔ جو آئندہ اپنے فرائض مذہبی باسانی ادا کر سکیں۔

(۱۱) دیہات کے علماء کی واقفیت اور معلومات کو اس قدر وسیع کرنا۔ کہ اپنی ذمہ داری کو بخوبی ادا کر سکیں۔

(۱۲) مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا۔ اور ان کی حلاجی کی کفالت کے لئے خود انہیں پوری کرنے کا سبق دینا۔ اور غیر اقوام کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا۔

(۱۳) ان مقاصد کی انجام دہی کے لئے مبلغین کا تعین کرنا اور ایسے اشخاص کی خدمات کی حاصل کے لئے جو محض حسبہ لشد کام کر سکیں اپنے اشد در سوخ کو کام میں لانا۔

(۱۴) تبلیغی کام کو نظم و حکم کے ساتھ وسیع پیمانہ پر جاری کرنا۔ اور اس کام کو خاص اہمیت دے کر حسب مشاغل و خواہ کام کرنا اسے مبلغین

تیار کرنا۔

۱۱۳۔ جمعیت کے ہر مبلغ کو سند تصدیق بقید مدت عطا کرنا جس پر ہر جمعیت اور دستخط ناظم مثبت ہونگے۔

(ب) قواعد جمعیت

- (۱) جمعیت کا نام جمعیت عالیہ ضیاء الاسلام سیال شریف ضلع پشاور ہوگا۔
- (۲) بصورت خاص اپنے مرکزی جمعیت کے مربوط کی جلد ملکتی ہے۔
- (۳) اس کا صدر دفتر سیال شریف ہی ہوگا۔
- (۴) ہر مسلمان (بہ تبعہ مسلک اہلسنت) اس کا رکن ہوگا۔
- (۵) "رکن" کے لئے ضروری ہے کہ حسب استطاعت مجلس کی مالی خدمت حسب استطاعت انجام دے۔
- (۶) اس کے عہدہ داران کی تفصیل یہ ہے۔

مجلس منتظمہ

- (۲۰) مندرجہ ذیل ہونگے۔
- صدر جمعیت نائب صدر ناظم عمومی معتمدین خاتون عابد
- ان کے علاوہ ارکان کی تعداد ۱۰۰ ہے۔
- خوط :- رکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم دینیہ سے کافی واقف رکھتا ہو۔ یا اسلامی بہمدی کا پورا احساس اُسیں پایا جاوے۔
- (۲۱) مجلس منتظمہ کثرت رائے پر اپنے اجلاس کرے گا۔
- (۲۲) مجلس ہذا کا نصاب حاضری ۴ ارکان سے مکمل کیا جائیگا۔
- (۲۳) مجلس منتظمہ کا صدر ہمیشہ صدر جمعیت یا نائب صدر ہوگا۔
- (۲۴) ہر جلسہ میں صرف وہی تجاویز و امور فیصلہ پذیر ہونگے جو فوری

تجاویز میں درج ہونگے۔ لیکن اس شد ضروری امور کا کثرت رائے کے
ساتھ پیش ہو کر فیصلہ ہو سکتا ہے۔

(۲۵) ملازمین کا عزل و نصب ناظم عمومی کے اختیارات میں ہوگا۔ البتہ
روداد مجلس منظمہ میں پیش ہوگی۔

(۲۶) ہر سال ماہ صفر یا ماہ رجب میں جمعیت کے جن امور کو بغرض
اطلاع یا التزام کار ضروری سمجھا جائے گا۔ بتقریب اعراس
مجلس عام میں پیش کیا جائے گا۔ سب سے پہلے کسی رکن کے کوئی ایسی حرکت ضرور
ہو۔ جو اس کے منصب کے نمایاں نہ ہو۔ تو مجلس کو اسے علیحدہ
کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۲) فرامض (معلق صدر)

(۲۸) صدر کا عہدہ دار وہ شخص ہوگا۔ جو بہ پابندی احکام رسوم
(بہ تبعیت اہل سنت) و جاہلیت اور مذہبی جمعیت میں اعلیٰ پایہ رکھتا ہو

(۲۹) جلسہ کا نظم و نسق

(ا) اراکین کی رائے و تجاویز کا اہتمام و ترتیب اور کثرت رائے
پر فیصلہ کا اظہار (بہ تبعیت شرع اسلام)

(ب) روداد جلسہ گذشتہ کا مجلس میں پڑھنا اور بغرض منظوری
بعد سماعت و دستخط کرنا

(ج) صدر کو کلی اختیار ہوگا۔ کہ اگر جلسہ کا اخلاقی پہلو قابل اعتراض
ہو۔ یا کوئی کارروائی نامناسب معرض طور میں آئے۔ تو وہ جلسہ کو روک
دے۔ یا کوئی اور مناسب حکم دے۔ اس صورت میں صدر کی

اطاعت ہر رکن پر لازمی ہوگی۔
(د) نائب صدر جلسہ میں صدر کی نیابت کریں گے۔

تیار کرنا۔
 (۱۳) جمیعت کے ہر مبلغ کو سب سے زیادہ تصدیق بقید مدت عطا کرنا جس پر ہر جمیعت اور دستخط ناظم مثبت ہونگے۔

(ب) قواعد جمیعت

- (۱) جمیعت کا نام جمیعت عالیہ ضیاء الاسلام سیال شریف ضلع پشاور ہوگا۔
- (۲) بصورت خاص اپنے مرکزی جمیعت مربوط کی جلد سکتی ہے۔
- (۳) اس کا صدر دفتر سیال شریف ضلع پشاور ہوگا۔
- (۴) ہر مسلمان (بہ تبعہ مسلک اہلسنت) اس کا رکن ہوگا۔
- (۵) "رکن" کے لئے ضروری ہے کہ حسب استطاعت مجلس کی مالی خدمت حسب استطاعت انجام دے۔
- (۶) اس کے عہدہ داران کی تفصیل یہ ہے۔

مجلس منتظمہ

- (۷) مندرجہ ذیل ہونگے۔
- صدر جمیعت نائب صدر ناظم عمومی معتمدین قاری عابد
- ان کے علاوہ ارکان کی تعداد ۱۰۰ ہے۔
- خود رکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم دینیہ سے کافی واقف رکھتا ہو۔ یا اسلامی بہمدی کا پورا احساس اُسیں پایا جاوے۔
- (۸) مجلس منتظمہ کثرت رائے پر اپنے اجلاس کرے گا۔
- (۹) مجلس بذاکال نصاب حاضری کے ارکان سے مکمل کیا جائیگا۔
- (۱۰) مجلس منتظمہ کا صدر ہمیشہ صدر جمیعت یا نائب صدر ہوگا۔
- (۱۱) ہر جلسہ میں صرف وہی تجاویز و امور فیصلہ پذیر ہونگے جو فہرست

تجاویز میں درج ہونگے۔ لیکن اس شد ضروری امور کا کثرت رائے کے ساتھ پیش ہو کر فیصلہ ہو سکتا ہے۔

(۲۵) ملازمین کا عزل و نصب ناظم عمومی کے اختیار میں ہوگا۔ البتہ رواد و مجلس منتظمہ میں پیش ہوگی۔

(۲۶) ہر سال ماہ صفر یا ماہ رجب میں جمعیت کے جن امور کو بغرض

اطلاع یا الفہام کا ضروری سمجھا جائے گا۔ بتقریب اعراس

مجلس عام میں پیش کیا جائے گا۔ مثلاً کسی رکن سے کوئی ایسی حرکت سرور

ہو۔ جو اس کے منصب کے نمایاں نہ ہو تو مجلس کو اسے علیحدہ

کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۲) فرض (متعلق صدر)

(۲۷) صدر کا عہدہ دار وہ شخص ہوگا۔ جو بہ پابندی احکام رسوم

(بہ تبعیت اہل سنت) و جاہلیت اور مذہبی جمعیت میں اعلیٰ پایہ رکھتا ہو

(۲۸) جلسہ کا نظم و نسق

(۱) اراکین کی رائے و تجاویز کا اہتمام و ترتیب اور کثرت رائے

پر فیصلہ کا اظہار (بہ تبعیت شرع اسلام)

(ب) رواد و جلسہ گذشتہ کا مجلس میں پڑھنا اور بغرض منظوری

بعد سماعت و دستخط کرنا

(ج) صدر کو کلی اختیار ہوگا۔ کہ اگر جلسہ کا اخلاقی پہلو قابل اعتراض

ہو۔ یا کوئی کاروائی نامناسب مرض ظہور میں آئے۔ تو وہ جلسہ کو روک

دے۔ یا کوئی اور مناسب حکم دے۔ اس صورت میں صدر کی

اطاعت ہر مکن پر لازمی ہوگی۔

(۳) نائب صدر جلسہ میں صدر کی نیابت کرینگے۔

(متعلق ناظم و نائب ناظم)

- (۱) مجلس منتظمہ کے روبرو تفصیل وار تجاویز کا پیش کرنا۔
- (ج) دفتر جمعیت کے کاغذات (فائل) رکھنا
- (ج) جمعیت کے حسابات کی بشمول خازن نگرانی کرنا۔
- (د) دفتر کے خط و کتابت کے فرائض کو انجام دینا
- (کا) رقم وصول شدہ حوالہ خازن کرنا اور اُس کی رسید حاصل کرنا
- (د) ناظم کو ہر جلسہ کی روئداد و تجاویز رجسٹر () میں لکھ لینی ہوگی۔ اور آئندہ جلسہ میں سنا کر دستخط صدر سے لینا
- (س) تمام اخراجات مجلس انتظام میں کثرت پائے۔ سے طے ہوا کریں گے۔ اور ایسے اخراجات کی ادائیگی ناظم و خازن کے توسط ہوگی
- (ص) سالانہ روئداد ناظم مرتب کرے گا۔
- (ط) رکن کی مشنری۔ رسیدوں پر دستخط۔ ارکان نام و رجسٹر کرنا
- (لج) نائب ناظم بصورت عدم موجودگی۔ ناظم مندرجہ بالا فرائض کو ادا کریں گے
- (کا) ناظم کو غریب ضروریات کے لئے بغیر منظوری مجلس منتظمہ مبلغ پچاس روپے خرچ کرنے کا حق ہوگا۔ اس کا حساب مجلس منتظمہ کو دینا ہوگا۔
- (کی) عام غزوریات جمعیت کے لئے مبلغ پچیس روپیہ ناظم کے ہاں رہے "بقایا خان" کی تحویل میں فوراً دے دیئے جاویں۔

(متعلق خازن)

- (۳) "خلیفہ" وہ شخص ہو۔ جو زمیندار ہونے کے علاوہ ماجر بھی ہو۔ اور با وقعت بھی۔

(۳۲) جمیعت خازن کا فرض ہے کہ رقم جمیعت کی پوری حفاظت کرے۔ اور اُس کی رسید وصولی ناظم کے حوالہ کرے۔
 (۳۳) جو رقم ناظم سے ضروری ہے کہ اُس کے دستخط خازن حاصل کرے
 (۳۴) ناظم کو اُس کی درخواست رقم پر جب کہ صدر جمیعت یا نائب صدر کے دستخط ہوں۔ بلا عذر رقم ادا کر دینی چاہیے۔

(متعلق اراکین)

(۳۵) ہر رکن کا ضروری فرض ہے کہ مقاصد جمیعت کے ساتھ پوری دلسوزی رکھے۔ اور اپنے عبادت کو ضروری جانے۔ گفتگو کریں
 (۳۶) دورانِ جلسہ میں مسائل زیر بحث کے علاوہ اور کسی امور پر کوئی بجائی
 (۳۷) جلسہ میں رکن دوسرے رکن کی ذاتیات پر حملہ یا تمسخر یا مضحکہ اڑانے کا حق نہ ہوگا۔

(۳۸) ہر رکن پوری آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کرے۔
 (۳۹) ہر رکن بقدر امکان توسیع دائرہ رکنیت و اشاعت مقاصد جمیعت میں کوشش اور مبلغ جمیعت کی اعانت کرے۔
 (۴۰) کوئی رکن جب چاہے۔ جمیعت کے حسابات کو ناظم ایک ہفتہ پہلے مطلع کر کے حسابات ملاحظہ کر لے۔

(۴۱) ہر رکن کے لئے ضروری ہے کہ حتی الامکان ہر جلسہ میں شریک ہو۔ اور کسی کے ساتھ جلسہ کو کامیاب بنانے میں متحدی کام کرے۔

(متعلق محاسب)

(۴۲) ہر تین ماہ کے بعد محاسب حسابات جمیعت کی پڑتال کر لیا کریگا۔

مبلغین (متعلقہ ملازم) سفر یا مبلغین

(۳۳) انہیں عہدہ داران جمعیت کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی اور اپنے فرض کو بالاعتراف ادا کرنا ضروری
 (۳۴) جب انہیں سخت یا ترک ملازمت یا ترک کام کا خیال ہو۔ تو ناظم کو ایک ماہ پہلے اطلاع دیں۔ تاکہ جمعیت کے کام کو ہر جہ سے نہینے اور ناظم اس کا انتظام کرے۔۔۔
 (۳۵) "جمعیت" کو ایسے کام سپرد کرنے کے قبل حکام کرنے والے اشخاص کے متعلق اپنا پورا اطمینان کر لیا جائے۔

(۱) بلحاظ قابلیت

(۲) بلحاظ دین داری و اعتقاد۔

(۳) بلحاظ عقائد

(۴) بلحاظ ادائیگی و رافض منصبی یعنی پہلے عارضی کام دیکر پھر مستقل کام سپرد کیا جائے۔

نوٹ مبلغین یا سفر یا ملازمین کے رافض کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ ہدایت نامہ دستور العمل (آئین تیار کرے گی۔ جس میں ان کے کام کے متعلق یادداشت مرتب کرنے کا مصداق موجود ہوگا جن بات کی تفصیل پہلے رسالہ شمس الاسلام سرگرمیوں بابت ماہ فروری میں دی جا چکی ہے۔

متعلق جمعیتہ العلماء

(۳۶) چونکہ مواصلات اس کے اہلکاروں و حضرات صوفیہ عظام اور ارباب دیندار ہونگے۔ لہذا ان کے رائے کو پیش کر کے تمام

منہج کے یا اطراف کے "علماء دین" کی ایک خاص جمعیت اس جمعیت کی نصرت پر قائم کریگی۔

(۳۸) ان میں سے ان حضرات کی جو حجتہ للیہ کام کرینگے۔ خاص جماعت بہم پہنچائیگی۔

متعلق دارالافتاء و دارالافتاء

(۳۹) مجلس اپنے صدر میں دارالافتاء جس کے شاخین متعدد ہو سکتی ہیں۔ قائم کرے گی۔ جو مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو از رائے احکام شرع فیصلہ کرے گی۔

(۴۰) دارالافتاء جب فتوے صادر کریگی۔ تو مستند علماء کے دستخط ان پر ثبت ہونگے۔

(متعلق کتب خانہ) و (دارالتصانیف)

(۴۱) مجلس اپنے صدر مقام میں ایک عالی شان کتب خانہ قائم کریگی جس میں ہر قسم کی دینی و اخلاقی کتب موجود ہونگی۔ تاکہ طبقہ علماء و طلباء عام شاخین مستفیض ہو سکیں۔

(۴۲) دارالتصانیف میں غیر ذہاب کے افرائے جوابات کے علاوہ جمعیت اپنے مقاصد کو ملحوظ رکھ کر ایسی کتب تصانیف اکرائنے کی مجاز ہوگی۔ بشرطیکہ اس جانب میں صرفہ کے لئے سرمائے حاصل ہو جائے۔

متفرقات

(۴۳) قلمی اور قاعد میں ترجمہ دین مجلس منتظمہ کریگی جسکی منظوری و

اطلاع جلسہ میں ہوگی۔

(۵۴) عمدہ داران و مجلس منتظمہ کا انتخاب دو سال کے بعد ہوا کریگا۔
(۵۵) سرمائے کے فراہمی کے بہات (امداد) چندہ آرکین - متفرق عطیات ممبرین - قیمت و فروخت رسائل و کتب مطبوعہ جمیعت ہونگے
(۵۶) بصورت خاص انتظام تقسیم ہونے کے "عشر وزکات" کی تقسیم کا کام بھی جمیعت اپنے ذمہ لے سکتی ہے۔

(۵۷) جمیعت کے ہر شعبہ میں مجلس منتظمہ اپنے بہایات کا ایک "لائسنس عمل" تیار کرے گی۔ جو بطریق دستور العمل کام دے گا۔
(۵۸) "ارکان" کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ جمیعت کے احکام میں پوری سرگرمی اور توجہ سے کام لیں۔ اور اس کا ہر ایک شعبہ موثر ثابت ہو۔

عرضداشت

حضرات ذوالمجد والاحترام !

قبل اس کے کہ اپنا عندیہ ظاہر کروں۔ سال گذشتہ انہی ایام میں ایک عرضداشت تشریف فرما ہوئی۔ اس وقت زبدۃ الکلماء - اسوۃ الاتقیاء - مخزن الطائف ربانی - مرصعہ عنایات سبحانی - سیدی و مولائی قبیلہ عالم و عالمیان مخدوم و محترم پیر و مرشد حضرت الحافظ الحاج ضیاء الملک والدین صاحب اہام اللہ فیضہم و علم سما جہم بغرض اتحاد و مجلس ضیاء الاسلام پیش کی گئی تھی۔ جس پر حضور ممدون نے ازراہ کمال شفقت اصلاح فی الدین پسند ہی نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس کو عملی صورت میں جلد تر دیکھنے کی آرزو فرمائی تھی۔ حسب ارشاد ان تقدس مآب اس کی تحریک بذریعہ رسالہ شمس الاسلام سیرگرد ماہ فروری ۱۹۲۶ء کی گئی۔ اس مدت

میرے حضور والا متوجہ رہے۔ اور کم از کم ابتدائی مراحل میں کچھ انتظام بھی کیا گیا۔ لیکن دس کو آپ کے سامنے بعض اصلاح و مشورہ پیش کرنا از بس ضروری و لازمی تھا۔ جس کی اونے اسی تشکیل اسی منسلک دستور العمل سے ظاہر ہے۔ آپ جو اصلاحیں اور ترمیمیں پیش کرنا چاہیں۔ بخوشی کریں۔

اس جمعیت کے انعقاد اور فوری ضروریات کے متعلق کچھ ہونا تحصیل حاصل ہے۔ عورت وقت نے یہ موقع ایسا بہم پہنچا رکھا ہے کہ ہمہ تن سعی ہونے کے بغیر چارہ نہیں۔ مشتے نمونہ خردوارے کرنا (۱) ذیاب فی ثیاب صلی کے اشکال میں (۲) لوج مسلمانوں کو عبادہ مستقیم سے منحرف کرنا (۳) جہلا کا منصب امانت پر چیرہ دستی کر کے لوگوں کو قعر گراہی میں داخل کرنا اور انہیں برباد کرنا۔

(۳) دیہات میں دینی امور کی انفرادی کا تو کیا تذکرہ واپسیا اور فضولیات میں انہماک۔

(۴) ہستیانی اور بالغین کا الفرام تو چہ معنی ہا منکرات اور اٹلان حقوق کا طوفان اُٹ رہا ہے۔

(۵) بیجا مقدمہ بازی اور تنازعہ سازی سے وہ دور رہے ہیں۔

(۶) سودی قرضہ جات نے انہیں خسر الدنیا والاخرتہ ڈال دیا ہے۔

(۷) منکرین اسلام بیجا حملوں اور افرار وازیوں کی جد ہو چکی ہے۔

(۸) آپ صیغ تعلیم اسلام کی برکات کا ادنیٰ نمونہ بھی نہیں مل سکتا۔

(۹) آئندہ نسلوں کی پابندی مذہب کا سر دست کوئی معقول انتظام نظر نہیں آتا۔

(۱۰) خاتم و اقصیٰ اور حدود الہیہ سخت خطر میں ہیں۔ شرعی توحید کی جگہ دواج مقدم جاری ہے۔

(تک عشرہ کاملہ کیا؟ یہ ایسے امور ہیں کہ ان کے قائل بہرستے
 برستے پر مسلمان و مسلمان کہلانے کا حقیقی معنوں میں مستحق
 ہے۔ آیا؟ اس کی حیثیت اسلامی اس پر ادھر ہی کا ہرناؤ
 کرے گی۔ اگر ان کا جواب اثبات میں ہے۔ تو آپ کی ذرہ سی
 جنبش میں وہ مجرنا اثر موجود ہے۔ جو آپ کو کام کرنے کے بعد
 بعد خود تبادیگا کہ میں کیا ہوں؟ اور میرا اثر کیا؟ آئیے
 ذرہ اپنے سلف کے بزرگاں کا ادنیٰ اخلاقی جوہر دنیا کے سامنے
 پیش کیجئے۔ اور آئندہ نسلوں تک اس سلسلہ کو قائم رکھ
 کر عند اللہ ماجور جوئے گا۔)

جہاں فانی و باقی خدائے شاہد و ساقی

کہ سلطانی عالم را طفیلِ دوستِ بینم

احوالِ کائناتِ محمد حیاتِ عفی عنہ

خبردار رہیں

رسالہ شمس الاسلام تعلیم کے چور بہت ہیں۔ راستہ میں ڈاک والوں کی
 غفلت سے یا کسی اور وجہ سے چوری ہو جاتا ہے۔ مسٹر گوڈھا سے انگریزی
 کی پندرہ کو باقاعدہ ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے غلطی ہو
 مہرماہ کی ۳۰ سے پہلے اطلاع دیا کریں۔ وہ مسٹر پرچیر بھیج دیا جائیگا
 ورنہ جو غیر ذمہ دار نہ ہو گا۔

نیا زمند منجبر

سہ ماہی شریف

احقر کی عظیم الفرصتی اور دور دراز سفر میں رہنے کی وجہ سے
ماہ اگست سے رسالہ بے قاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ اور آہم
مضامین و اطلاعات درج نہیں ہو سکیں۔ لہذا ماہ ستمبر و
اکتوبر کے آہم واقعات اس نمبر میں درج کئے جاتے ہیں

مورخہ ۲۲/۲۳/۲۴ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ مطابق یکم ۳۰/۲ ستمبر ۱۹۲۶ء
بمقام سیال شریف، علم حضرت قبلہ عالم فاضل شمس العارفین ہالوی قدس
سرفہ العزیز کا عرس مبارک نہایت شان و شوکت سے منعقد ہوا
سیدہ العلما حضرت مولانا معین الدین صاحب اجیری - فدائے ملت
جناب سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست لاہور - مولانا محمد عرفان
رکن وفد حمیدت العلما حجاز عفی عنہ تشریف لائے تھے۔ عالیجناب
ابو البرکات صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور
شریف - صاحبزادہ حافظ محمد حسین صاحب سجادہ نشین مراد شریف
نواب سر ملک خدا بخش خاں صاحب ٹوانہ بالقابہ خاں - ربیماں نجمیات
صاحب قریشی سی سی آئی - ای - مولانا مولوی صاحب لکھنوی - دیگر دیگر
علماء فضلا - رؤسا - امرا و مشائخ غرض ہر طبقہ کے لوگ شامل عیوس
ہوئے۔ کم از کم دس ہزار زائرین کو کھانا لنگر سے ملتا تھا۔

مورخہ ۲۲/ صفر بعد نماز مغرب حضرت استاد العلما مولانا معین الدین
صاحب اجیری کا وعظ مجلس خانہ میں ہوا۔ جس میں مولانا محمد درج
کئے اپنے مخصوص طریقیان سے حاضرین کو مسئلہ علم غیب کی حقیقت

دیگر امویا ہم سے آگاہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح ۱۱ بجے مجلس منعقد ہوئی
 جناب سید حبیب صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ مظالم مجدد و دیگر مسائل حجاز پر مفصل
 و مدلل اور محرکتہ لار تقریر فرمائی۔ اور اپنے چشم دید حالات بیان کئے۔ مجددیوں
 کے حل سنکر تمام حاضرین کی آنکھیں پرچم تھیں۔ اور ان کے جذبات
 براہِ گنجتہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ صوفی خدا بخش صاحب نے کھڑے ہو کر دستِ
 حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے شہنشاہ
 اب سننے کی تاب نہیں۔ کوئی راہ عمل تجویز فرمائیے۔ میں اپنا تمام مال
 عزیز و اقارب اور جان تک حضورِ روحی قداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 راستہ پر فدا کرنا چاہتا ہوں۔ حاضرین پر رقت کا عالم کاٹا رہی تھا
 اور اپنی بے بسی پر اشکِ حسرت بہا رہے تھے۔ اس کے بعد
 مولوی ظہور احمد صاحب بگوی نے حسب ذیل قرارداد پیش کی۔ جس کی
 پھر روزِ تائید حضرت مولانا معین الدین صاحب نے فرمائی۔ اور مولوی
 الدین صاحب ساکن ملکوال کی تائید کے بعد نعرہ تکبیر کے ساتھ یہ
 قرارداد اتفاق آرا سے پاس ہوئی۔

عرس سیال شریف کا۔ اجتماعِ عظیم و بیاباں نجد کو انہدامِ مقابر
 و مآثر و مساجدِ مسلمانوں کے قتلِ علم اور ان کی تکفیر اور موعید کی
 خلاف ورزی جو بری کام سمجھے ہوئے کہ ان پر نفرت و حقارت کا
 اظہار کرتا ہے۔ اور اخبارِ سیاست و جمیعت خدامِ الحرمین
 کی ضلالت کا اعتراف کرتا ہے۔ جن کی انجامِ مبنی و عاقبتِ غلطی
 کا اعتراف و فذِ خلافتِ حجاز کے بعض ذمہ دار اکین اپنی
 تقریر میں کر چکے ہیں۔

نیز اعلیٰ حضرت جہدِ عالم سجادہ نشین صاحب سیال شریف کی طرف سے
 مولوی ظہور احمد صاحب بگوی نے حسب ذیل اعلانِ ٹھکر سنایا۔

عقیدہ تہذیب دربار سیال شریف کو ہدایت کیجاتی ہے۔ کہ ایسے
 دورِ فتن میں عقایدِ اعمالی کو تباہ کن اثرات سے بچانے کے
 لئے ضروری ہے کہ ایسے اخبارات کا مطالعہ ترک کیا جائے
 جو کہ جھوٹ کی تائید میں مصروف ہوں۔ نیز اخبار میں طبقہ کی
 خواہشات پورا کرنے کے لئے اخبار سیاست کی سفارش کی
 جلتی ہے۔ جو لوگ کسی روحانہ اخبار کا مطالعہ کرنا چاہیں۔ وہ
 سیاست کے خریدار بن جائیں۔

موضع ۲۲ / صفر بروز جمعہ صبح ۹ بجے معززین علماء و مشائخ کا ایک خاص جلسہ
 بنکلمہ میں منعقد ہوا۔ جس میں حاضری زیادہ سے زیادہ چالیس کی متقی حالت
 مدعو حضرات کے سوا کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی حضرت
 مولانا معین الدین صاحب اچھیری برکاتِ حق نے امرتسر کے مدد و سرپرست
 عنایت اللہ مشرقی کی کتاب تذکرہ کے چند اقبالیات پڑھ کر فرمایا۔ کہ
 دسیریت کو رواج دینے اور اسلام کی تعلیم کو منہج کرنے کے لئے سب
 خطرناک اور زبردست حربہ اختیار کیا گیا ہے۔ اور نئی روشنی سے
 متاثر اور جاہل طلباء کا اس سے گمراہ ہونا یقینی ہے۔ آخر میں مولانا
 نے سیال شریف میں دارالافتاء قائم ہونے پر زور دیا۔ تاکہ
 اس مرکز ہدایت سے اس قسم کی زہریلی تحریروں اور اخبارات شائع
 ہوتے رہیں۔

طویل بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا۔ کہ حضرت مولانا ممدوح اسکا
 جواب لکھیں۔ اور دربار سیال شریف کی طرف سے اسے شائع
 کرایا جائے۔ اس مقصد کے لئے حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ۔ نواب
 سرحدہ آغہ خاں صاحب ٹوانہ۔ میاں محمد حیات صاحب قوٹلوی۔ ابوالبرکات
 حضرت صاحبزادہ مسیحہ محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلالپور شریف

اعانت کا وعدہ فرمایا۔

ابھی تذکرہ کے موقع پر حضرت کا سلسلہ جاری تھا کہ کسی آدمی کے
 فریاد معلوم ہوا کہ جناب مولوی حسین علی صاحب ساکن واں بھوان معہ
 بیٹی جامعہ کے پانچ کئے ہیں جہاں مولوی کو بھی احسن خاص جلسہ
 میں مختار کر لیا گیا۔ مولوی صاحب اپنے علاقہ کے ممتاز فاضل اور نقشبندی
 سلسلہ کے مشہور روحانی ہیں۔ فرزندین سال سے آپ نے اپنی زندگی کا
 اہم مقصد یہ سمجھ رکھا ہے کہ لوگوں کے ذہن نشین اچھی طرح کر دیا
 جائے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حاصل تھا۔ چنانچہ
 آپ اور آپ کے متبعین علم کے ایک فتویٰ دیا کہ جس میں حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے والے کی تکفیر کی گئی ہے
 امیر ضلع میٹاوالی کے علماء نے ان سے مباحثہ و مناظرہ کا سلسلہ
 جاری کر رکھا ہے۔ عرس شریف کے موقع کو غنیمت سمجھ کر مولوی صاحب
 ممدوح معہ اپنی جماعت کے اس عرض سے سیال شریف حاضر ہوئے
 تاکہ حضرت صاحب قبلہ سجادہ نشین صاحب عم فیوضہم اپنا اہم خیال سن سکیں
 خاص جلسہ میں جناب مولوی حسین علی صاحب نے علماء دیوبند وغیرہ
 کے فتاوے و دلائل ادا دین پڑھ کر سنائے۔ اور فریق ثانی کے
 دلائل بھی علمائے بری کے فتاوے سے پڑھ کر سنائے۔ اور حضرت
 سجادہ نشین صاحب قبلہ سے تالقی کی درخواست کی۔ مولانا مولوی محمود صاحب
 گنجوی نے درخواست پیش کی۔ کہ جلسہ عام میں مولوی حسین علی صاحب
 اپنے عقیدہ کے اثبات میں دلائل پیش کریں۔ اور میں ان کے جواب
 میں آدھ گھنٹہ تقریر کروں گا۔ بعد ازاں حضرت سجادہ نشین صاحب کی طرف
 حضرت مخدوم الدین صاحب اپنا فیصلہ دے دینگے۔ گرمی کی شدت اور
 کثرت آرواح کی وجہ سے جلسہ درخواست ہوا۔ اور اس کے بعد مجلس خاتم

اجتماع کثیر ہوا۔ مولوی حسین علی صاحب نے کھڑے ہو کر اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے اعلان کیا۔ کہ میں کسی مناظرہ۔ مباحثہ۔ مجادلہ کے لئے حاضر نہیں ہوا۔ میری ہرگز یہ خواہش نہیں۔ کہ یہاں گفتگو کروں۔ بلکہ میں صرف حضرت سجادہ نشین صاحب اور مولانا معین الدین صاحب کی رائے دریافت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اسپر مولانا معین الدین صاحب اجیری نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ فریقین اپنے اپنے عقاید مع دلائل لکھ دیں۔ اور دوبار سیال شریف کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا اقرار کریں۔ تب فیصلہ دیا جائیگا۔ ورنہ بحالت موجودہ بغیر فریقین کی تحریرات کے موصول ہونے کے فیصلہ دینا نامناسب ہے۔ چنانچہ اس طرح اسس ناگوار قضیہ کا خاتمہ ہوا۔

اس دفعہ عرس شریف پر سب سے اہم اور معرکتہ الارا اور انقلاب انگیز واقعہ جو رونما ہوا۔ وہ عرس کے پروگرام کی تہہ پہلے ہی ہے علماء و مشائخ سے مشورہ کے بعد حضرت صاحب قبلہ عالم سجادہ نشین صاحب کی طرف سے اعلان کر دیا گیا۔ کہ آئندہ کے لئے مجلس عرس قوالی کا خاص انتظام و اہتمام نہ ہوگا۔ بلکہ وعظ و تقریر کو مقدم سمجھا جائے گا۔ لہذا کوئی قوال آئندہ اس نیت سے یہاں نہ آئے۔ کہ اس کا گانا سنا جائیگا۔

مفت

جو صاحب ربیلا شمس الاسلام کے خریدار بنینگے۔ یا ایک ایک خریدار بنائینگے۔ ان کی خدمت میں ضیاء شمس الانوار مسئلہ شمس پور محققانہ اور بے نظیر بحث کی کتاب حجم ۹۶ صفحہ قیمتی ۸۰ طلب کرنے پر مفت ارسال ہوگی۔

بھیر میں عرس مبارک

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء بھیر میں پہلا عرس مبارک ۲۲ / ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء بمقام
 بھیرہ حضرت سلطان العارفین قدوة السالکین زبدۃ العارفین سیدنا
 سیدنا و مرشدنا قبلہ عالم مولانا خواجہ محمد ذاکر صاحب قدس سرہ العزیز کا
 عرس مبارک شہادت ترک و احتشام سے منعقد ہوا۔ محذوم العالم
 سید الامراء اسامہ امام السالکین حضرت سجادہ نشین صاحب
 جمال شریف ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم مورخہ ۱۴ / ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء بھیرہ
 صبح کی گھڑی سے بھیرہ روٹی افروز ہوئے۔ سٹیشن پر استقبال کے
 لئے ہزاروں مشتاقین جمال کا ہجوم تھا۔ حضور لامع النور سٹیشن
 سے اترتے ہی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ جہاں مولوی ظہور احمد
 کی طرف سے منظوم عرضیاں خوش الحانی کے ساتھ جناب محمد خلیف
 صاحب نے گا کر پیش کیں۔ رات کو مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں علامہ
 محمد عبد الجواد مصری لائبریری نے عربی میں زبردست تقریر و رد عقاید
 نجدیہ پر فرمائی جس کا مطلب جناب مولوی محمد حنیف صاحب ساکن
 کوٹ مومن نے اس موقع پر بیان کیا۔ علامہ محمد وحید عربی کے زبردست
 فاضل اور جامعہ ازہر کے مستند ہیں۔ اور عرس موقع پر بھیرہ میں
 تشریف فرما تھے۔ دوسرے روز مولوی ظہور احمد صاحب بلوی نے ایک
 زبردست مدلل اور دلورہ انگیز تقریر کی جس میں عقاید و اعمال نجدیان پر
 پوری روشنی ڈالی اور ملک ہند میں نجدیوں کے خلاف موجودہ سرگرمیوں کی غرض
 و غایت بیان فرمائی۔ فقط

رسول پریشان

ملک اعداک پر قربان زمین پر ناز میں صدقے
جہاں کو نور و قرآن ہاں کے میں صدقے
نہاں قربان میں صدقے مکمل و تکمیل میں صدقے
مراں میں میں قربان مراں میں میں صدقے
دو عالم پر یا رحمتہ للعالمین صدقے

چمن میں بلبلیں میں کلامی پر ہوش صدقے
نیاز و انکساری پر الہ العالمین صدقے
کلم اللہ صدقے عیسے گردوں میں صدقے

مصابہ ہفتین خدام ناظر سامعین صدقے
نبات و مہر و قند پارسی دا بجیں صدقے
کلم اللہ صدقے عیسے گردوں میں صدقے

جن دوس ملاک جو غلام مرسلین صدقے
مہر و فلک زہر جبین میں صدقے
مجوس و کج و جوسا و جہود اہل دین صدقے
جہاں جو پیکر عرش کے کرسی نشین صدقے
تو محبوب خدا ہے تجھ پہ یوسف علی میں صدقے

صدا عارض پر نور پر ہے آئینہ حیاں
پیشیاں کا کل پر ہے سنبھلستان
رخ روشن کی جہاں سے جل ہے نیر نیاں
تیری شود طاعت پر ہوسنی سلانی قربان
ترے حسن صباحت پر یا یوسف ہا حسین صدقے

تیرے ہی فیض سے دوس کو بچھی ہے نہیں کھایا
تجھی سے رہنمائی کا طریقہ حق نے سیکھا
نیر ای نور اڑے حضرت آدم کے آیا تھا
ترا نام مبارک تھا وسیلہ تر ممبر کا
تری علت تقدس تجھے جملہ مرسلین صدقے

ہوا عاشق خدا کے پاک تیرے نور اور کا
 لقب تو نے ہی پایا ہے شمع روزِ محشر کا
 نہ کر تھی جھجکوں سے تیرے نور اور کا
 تر نام مبارک ہے وسیلہ ہر عیبِ بشر کا
 تری ذاتِ مقدس پر تھے جہمِ مرسلین
 صفائح پر آئینہ ہے شہدِ یارِ رسول اللہ
 تجلی سے غلج ہے شاہِ خاورِ یارِ رسول اللہ
 قوہ محبوب خالق ہے کہ جس پر شاہِ رسول اللہ

جہاں ہر کی تھی خوبیاں سب ہو گئیں صدق
 سرِ عرشِ بریں اور کون ایسا جو پہنچا
 جیسے خالقِ ہر دوسرا اور کون کہلایا
 قہیم حق کو تر کا ملا کس اور کو درجہ
 نہ کیوں سخت ساریا ہے ہر دوحِ الامین صدق
 رسالت پر اڑائیں فرشتے جنتیان
 رقیبِ دین نے نہیں سلسلہ جنباں کی کیا
 برائے کششِ امت ہوئیں حریفانِ کیا
 گنہگاروں کی خاطر تم نے جہلیں متیاں کی کیا
 دل و جان تو تیرے شفیعِ المذنبین صدق
 ہوئے جب میہماںِ خلق اکبرِ شربِ اسرار
 خواجہ بیکانہ اذنِ شامِ بخشش کا نہ اڑھا
 گنہگاروں کی خاطر تم نے جہلیں متیاں کی کیا
 دل و جان تو تیرے شفیعِ المذنبین صدق

ہوئے جب میہماںِ خلق اکبرِ شربِ اسرار
 خواجہ بیکانہ اذنِ شامِ بخشش کا نہ اڑھا
 گنہگاروں کی خاطر تم نے جہلیں متیاں کی کیا
 دل و جان تو تیرے شفیعِ المذنبین صدق
 صدا کے پاک جس وقت ملے آپ کو دیکھ
 ملا فرمانِ روحِ الامیر کو لائے
 سوا یا عرضِ دگری کو کئے سمانِ دعوت کے
 شبِ حراج میں جب ہر کرنے آپ جانے
 رخ پر ہر دہرِ جنت میں جو ہیں ہو گئیں صدق
 سلاطینِ زمانہ اگر دوں نیرِ انوارِ عظم
 خجابتِ موسیٰ خمرانِ جنابِ عیسیٰ مریم
 جذباتِ یوسف کنعانِ جنابِ حضرتِ آدم
 اکٹھا صدق ہوئے شاہِ دینِ پر جب جو عالم
 جوئے الحمد للہ سب پہلے ہی ہیں صدق

موصد ہے کبھی ذکر اور کالپ پر نہیں لانا
 وہ ہے نیازِ مطلب کا جسے سمجھو تھے دیوانہ
 نیاز و انکساری کے سوا اس نے نہ سیکھا
 کیا کرتا ہے قہم تذکرہ محبوبِ برہنوں کا

دل میاب کی باتوں سے جان پر ہے
 ہوا کرتے ہیں قربان تجھ پر دیدہ شکایتوں کے
 نصیبی حسن تیرے تون دلکش حسینوں کے
 نزاکت پر تری ہیں زلف و مانیوں کے
 تری نعین پر تلج مسطین زمین سے
 شمع عالم سوز قرباں دئے زیبا پر
 تصدق غفل باغ ارم زلف حبیب پر
 خدا لہا بیار ان الفت فخر عیسے پر
 رگ جان ملک تازہ نگاہ حور میں سے
 ترے رخسار تاباں پر تری پاکیزہ سیر پر
 ترے اخلاق اعلیٰ پر تری عالی قوت پر
 ترے روز شفاعت پر تیرے سچائی رالت پر
 ترے پر نور چہرہ پر تیری نورانی صورت پر
 چرخ ماہ قربان شمع خورشید میں سے
 صفائے رو و زیبا کو شرف ہے ماہ تاباں پر
 فضیلت قدوز دل کو ہے شمع گنگا ستوں پر
 ملا ہے غنچہ لب کو شرف گلہا خندان پر
 تہا روضہ غنچہ زلف عطر افشان پر
 فدا ریحان جنت سبیل خداد بر بردہ
 شمع مہر تاباں، نقطہ مغرب کی ایوان تک
 عروج شمع سوزاں، فقط صبح و شام تک
 گلوں کی خوبیاں محمد و دو جہن گستاں تک
 جال شاہ کا آواز پہنچا مصر و کنعاں تک
 زانی کی طرح یوسف نہ ہو جاؤں کہیں سے
 ترا منہ دیکھتے ہیں سب پیغمبر یا رسول اللہ
 تو ہی تو ہے کمال سوز و محشر یا رسول اللہ
 ترا ہی استمال ہے سب بہتر یا رسول اللہ
 تیرا روضہ وہ دلکش ہے کہ جہر یا رسول اللہ
 بار عرش صد ذہب خلد رہی صد سے
 جو رونق اس میں ہے نہیں جو رخ گرہن میں
 یہاں کی خاک کی عظمت نہیں باغ و غنچوں میں
 یہاں کے خاند کی شوخی نہیں گلے خندان میں
 یہاں کی جو چمکتے ہیں یہ سنگے بیاباں میں
 ہوا کرتا ہے ان پر روز و رشتہ میں صد سے

کچھ ایسی دلربا ہے عارض گل رنگ کی شوخی
کچھ ایسی دلربائی تجھ میں جو سید عالی
کچھ ایسی گل کی پتی پتی ہے پانی
کچھ ایسی دلکش دلچسپ ہے ہر مدینہ کی
دل تیا ب جس پر لکھ جان حزن صدقے
یہی وہ سرزمین ہے جیسے خلد بریں صدقے
یہی وہ چشمہ فیض عام سید کوئین ہے جس پر
وہ پیارا پیارا نام سید کوئین ہے جس پر
نقدق تندرہ زبان شکر ہے انجیں صدقے
نقص ہے جس کے جو میری تقدیر کو پائے
سلاطین مانہ کو نہ کیوں بھر شک ہو مجھ سے
خط تقدیر پر ہو گئی لوح میں صدقے
بنایا مست دیوانہ کسی چاہاک کا مجھ کو
شرف بخشا ہے گردن پہ بنا کر خاک کا مجھ کو
یہ میں اس خالق جان آفرین صدقے
یہ مجموعہ ہے رضی عنہ عابق طبیعت کا
تراخسہ ہر عاشق کو محض شفاعت کا
ہے جتن زمزمہ نہ تجلن خرد و سن بر صدقے

پیکر دیال مصر عاشق کھنوی

درود شریف

(۱)

درود شریف میں جن چیزوں کے ملاحظہ کا نام ہے۔ سب سے پہلی چیز یہی ہے کہ جو
 دوسرے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جود و کرم و رحمت و توفیق سے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت۔ یعنی میں بندہ عاجز خدا کے قاور کرم جو اوہم
 ہے رحمت بے پایاں بجاتا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کے قابل
 ہیں اور محبوب ہیں۔ چونکہ خدا کو عاجز و حقیر سمجھتے ہیں۔ اور وہ بندے کے مانگنے
 سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اذرا ہے حبیب کی طرف متوجہ ہونے سے راضی رہتا
 ہے۔ اس لیے درود خواں کو بھی اس رحمت و محبوبیت سے اس کے خیال
 سے وہ گونہ اس کو عطا فرماتا ہے۔ اور درود خواں پر رحم و محبوب ہو جاتا ہے
 یہی مطلب ہے حدیث شریف میں علی و اہل بیت علیہم السلام رحمہم اللہ
 کا یا یوں سمجھو۔ کہ جب خدا کی ایک رحمت کا ملکہ حضرت پر اور صلی اللہ علیہ وسلم
 پر حسب احوال سائل (درود خواں) نازل ہوئی۔ تو اس آفتاب محبوبیت و رحمت
 رسالت کا سائل پر ایسا شعاع پڑا جس سے وہ نور ہو گیا۔ جس کی
 جگہ اس کو امید نہ تھی۔ وہ گونہ اس سے

(۲)

ہر دم جب کسی کا کوئی نام لے۔ تو حضور ہے کہ صورت خیالی میں کی آنکھوں
 میں گھومنے لگے۔ اور اس کے ساتھ محبت کا مادہ نشوونما ہونے لگے۔ پس
 درود خواں جب شہ روز بکثرت نام نامی کا ورد کرتا ہے اور اللہ صلی
 علی محمد و آل محمد کہتا ہے گا۔ تو پہلے صورت خیالی آنکھوں میں آنکھیں
 اور پھر اس صورت مثالی کے ساتھ دل و لب و لسان اور شوق و غم و مصداق حاضر گا۔

اور رخصتہ عاشق صادق ہو جائیگا۔ ایک لحظہ اس جمال بالکمال سے غافل نہ رہیگا

گرچہ یہ صدرِ جلوہ دور است پیشِ نظم
وہمہ فی نظری کل عداۃ و عشق

اب وہ ہر دم قرب و محبت اس محبوب کی جاہگاہ۔ خواب ہو یا بیداری
زندگانی ہو یا بعدِ مرگ میں یہ عجب سوال ہوگا۔ ما تقول فی ہذا التبتی

وہاں بھی محبوب کو سامنے رکھ کر بے تاملانہ بول اٹھیں گے
ہذا الجیب الدعی شغفت بہ فغندہ قتی و سریان قی

پھر قیامت میں لوگ اپنے اپنے اعمال کو جھیلیں گے۔ کسی کو کچھ فکر ہوگی

کسی کو کوئی تردد ہوگا۔ مگر یہ محبِ رسول اپنے محبوب کی جستجو میں ہوگا۔ اور

جد و جد کسی کسی صورت سے اپنے آپ کو محبوب تک پہنچائیگا۔ اور بادہ عشق

سے الیاسہ سار ہوگا۔ کہ یہ جہادِ زوجہ کا بھی خیال نہ ہوگا۔ بلا لحاظ تقدیر

و تاخیر بس حضور سے جا ہی ملیگا۔ یہ مطلب ہے۔ حدیث ان اولی

الناس لی یوم القیمہ اکثرہم علی الصلوۃ کا روملتے ہیں۔

قیامت کے دن میرا سب سے زیادہ اقرب اسکو نصیب ہوگا۔ جو سب

زیادہ مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا :-

سبحان اللہ درود شریف نے درود خواں کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

(۳)

عاشق اپنے عشقی خیالات میں غرق رہتا ہے۔ پھر کثرتِ مش

و کمال اتحاد سے عینِ محبوب بن جاتا ہے۔ اپنا وجود اور اپنی ہستی بھی

بہنیں رہتی۔ جو کچھ ہے اسی کا وجود ہے۔ بقول حضرت فردا اول

پہلواری قدس سرہ

آں چنان چوں تو گویم گرد ذات تو
خلق مگر پرستند از نام عیاں سازم ترا

پس درود خواں جب حیاں جمال محمدی میں غرق و فانی ہوا۔ اور سب
 اسم و رسم اُس کا گم ہو گیا۔ تو اب خدا اور اُس کے فرشتے درود
 پر درود پہنچتے ہیں۔ یہی مطلب ہے۔ حدیث من صلی علی صلی اللہ
 علیہ وسلم اور من صلی علی صلوٰۃ صلت علیہ الملائکۃ یعنی عاشق
 جمال بنوی جب کمال مرتبہ فنا فی الرسول میں پہنچے ذات و صفات اور اسم و رسم
 سب گم کر کے محبوب سے متحد ہو گیا۔ تو اُنہی انہ و مملیکہ یصلون
 علی النبی کی لذت و عداوت سے سیراب و مالا مال ہو گا۔

(۴)
 دنیا کے مشہور شہر و بلاد اور اُس کی سیر و تفریح سے سیاح و اہل سفر
 کو بڑی دلچسپی ہوتی ہے۔ عجائبات و غرائبات کے ملاحظہ سے دلوں
 کو فرحت ہوتی ہے۔ اسی طرح سیر کر کے طریق عرفان کو بھی عجیب و غریب
 بلاد و اقصاء کی سیر کرنی پڑتی ہے۔ شہر بڑے تین شہر ہیں۔ اول
 شہر خوشاں دوسرے شہر سحر و حیراں تیسرے شہر فنا و نسیاں۔ مثلاً
 درود خواں جب عالم سکوت میں آیا۔ اور بطور مراقبہ سر بگڑیا ہوا چمکے
 تو اُس کے عجیب لذت حاصل ہوئی۔ زبان تو بند ہے۔ مگر دل سے کسی کا
 بھیاں اور ہی سیر کر رہا ہے۔ ایک عجیب و غریب شہر دیکھتا ہے۔ کہ جس
 کے شہر بناؤ پر عجب جمال منجلی ہے۔ ہر سنگ و خشت نوزی نور ہے
 رد دیوار کسی شے کے عکس رخسار سے سراپا انوار ہے۔ چاند و خان کے
 کو حیرت ہے۔ کہ یہ مقام رشک طور کو نسبتاً مقدس مقام ہے۔ پھر
 چھا۔ کہ ہاں ایاں! یہ شہر محمدی اور بلند مصطفوی ہے۔ اسکو
 نقیبین جمال اللہ و نور اللہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سب جمال محمدی کے انوار
 اسی غور شہد کی شفاعت میں ہیں۔ تو اب اسے یہ خیال ہوا۔ کہ اس
 دیدار سے آنکھوں کو معذور اور اُس کے شمیم جانفزا سے دل و دماغ

ہے۔ بس دوق شرق میں بول اٹھا

اے صدر ایوان رسل و شمع جمع انبیا
خورشید برج سلطنت جمشید تخت گبریا

اور کبھی حیرت میں آکر یوں کہنے لگا۔

یا صاحب الجمال یا سید البشر من و جنت النور لقد نور القمر
لا یکن الناکم ساکان حقہ بعد از خدا بزرگ، قوی تھہ مختصر

العرفن جوں جوں اس کی حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ اذھر و تیب ہوتا جاتا
ہے۔ اور عکس جمال یا رے سے منور ہوا جاتا ہے۔ پھر تو کبھی یوں کہتا ہے

نخل قدش کہ از چمن جاں آمدہ شاخ گلے بصوت انساں برآمدہ
آکوں توئی جمیل جہاں گر پیش آواز و جمال ز کسجاں برآمدہ

کبھی حیرت میں آکر صاف صاف کہہ اٹھا

نہ بشر خواہمت اے دوست نہ عورت نہ پری

میں ہمہ بر تو حجاب است تو چیزے دگری

اب حیرت اُس کے قدم اور آگے بڑھائے۔ اور شہر فنا تک پہنچایا
وہاں پہنچا۔ تو ایسا گم ہوا۔ کہ سنبھالے نہیں سنبھلا۔ وہاں نہ عقل
ہے نہ فہم۔ نہ سمجھ ہے نہ گفتار۔ اگر سنبھلا تو اتنا ہی سنبھلا۔ کہ بولا

تو یہ بولا اور کہہ سکیا

یک کرد ز چندیں افق طلوع

یک سر صد ہزار گریباں بر آمدہ

نشاں بے نشاں باشد محمد	مکین لامکان باشد محمد
بہر جزو زماں باشد محمد	بعد خود نہ تنہا بود پیدا
ہمہ کون و مکان باشد محمد	ز نور اوست پیدا ہر جہ پیدائی

مگر پھر یہ بھی خیال گم ہوا۔ اور خود اور خودی کو بھولا۔ اور اُس

سجول جلیان - فنا و سبیاں جسکو بھولا سے
خویش گم کرن کہ تو حید این بود
گم شدن گم کرن کہ لغیر این بود

لیکن اس شہر فحاشی اقامت ہمیشہ نہیں ہو سکتی - اور یہاں اس قدر نہیں
ہو سکتا - پس لاسحائہ یہاں سے لوٹ آنا چاہیے - اور سالک اپنی اس
شخصی حالت میں آجاتا ہے - مگر اس کے ساتھ اتنی سبب ضرور ہو جاتی ہے

غزل

بجز وجود الہی کوئی وجود نہیں شہود ذات مقدس سوا شہود نہیں
جو اپنے آپ کو دیکھا تو ہم کو چور ہے اسی کا جلوہ ہے انہماق و بونہیں
جوشان بسا کوئی دیکھے عرش جلوہ پر ہے جہاں پہ اس کے بجز دروہ نہیں
ہمارے وحدت حق کا عاقل منکر وہی ہے جسکو ہوا فترتیں گنودہ نہیں
اور اسی سمجھ کا نسبت بزرگوں نے فرمایا ہے - الوجود الی البدایۃ
ہو الہما یتہ اب اس رجوع میں ہر شے میں وہی سیر کر سکتا ہے - اور
ہر چیز میں اس کو دیکھ سکتا ہے

از دیدہ خویش دیدار نہیں دیریم ترا چشم و جان نیز
مستغرق تو ترا بسند سیر فی کبریا و در جہاں نیز
الغرض شخص سے اگر قطع نظر ہو - تو سب وحدت ہی وحدت ہے - اور
جسے جہاں چاہو - دیکھ لو - تمام تعینات شخص مضمحل اور اسی ایک وجود
کی جلوہ گری ہے

نہ ہر در کہ خواہم خدا را کہ بینم بلکہ رنج مصطفیٰ را بہ بینم
ہر دوں را اتحاد و حلول عین شہار من این نصرا میں جہاں را بہ بینم
ماں اس شخص بھی کے ملاحظہ کے ساتھ پھر نسبت اتحادی نہیں

کیجا سکتی۔ اور اگر کی جائے گی۔ تو اس گریز خیالی کے ساتھ کہ

شاہ دلر با منم منک منم نہ منم
عاشق بیوا منم منک منم نہ منم

غزل

شاہ دلر با ہوں میں میں جو ہوں میں سو میں نہیں
عاشق بیسوا ہوں میں میں جو ہوں میں سو میں نہیں
شمس ہوں میں فخر ہوں میں ہر جگہ جلوہ گر ہوں میں
نور ہوا میں عنیا ہوں میں میں جو ہوں میں سو میں نہیں
تاج شاہ شاہاں ہوں میں خرقہ عافیاں ہوں میں
شاہ ہوں میں گرا ہوں میں میں جو ہوں میں سو میں نہیں
اپنے پر آپ ہوں خدا۔ آپ ہی آپ سے جدا
کیا کہوں کچھ سوچا کیا ہوں میں میں جو ہوں میں سو میں نہیں
کہتا ہوں کچھ سے حادثا ہوں نہیں کچھ سے جدا
تو ہے مرا ترا ہوں میں میں جو ہوں میں سو میں نہیں

قاری سلیمان شاہ غنچتی

از صوفی

